استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک دکاندار کسی کمپنی کا ڈیلر ہے، ڈیلر کو جب بھی سامان کی ضرورت ہوتی ہے، وہ کمپنی کو آرڈر دے کر مطلوبہ سامان منگوا لیتا ہے ڈیلر کبھی ای میل کے ذریعے باقاعدہ پرچیز آرڈر (P.O) بنا کر آرڈر دیتا ہے جس میں مختلف قسم کے مطلوبہ سامان کی تعداد اور ان کی مقداریں درج ہوتی ہیں اور ڈیلیوری وغیرہ سے متعلق شرائط (Terms and Conditions) لکھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ڈیلر کبھی فون پر یا بالمشافہ آرڈر دیتا ہے۔ بذریعہ فون یا بالمشافہ آرڈر دیتے وقت ڈیلر اپنی کمپنی کو یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں سامان "بھجوا دیں" "پہنچا دیں" یا فلاں سامان، فلاں مشینری وغیرہ "تیار کر کے دے دیں"۔ آرڈر وصول کرنے والی کمپنی بعض اوقات مینوفیکچرر ہوتی ہے یعنی مال خود تیار کرتی ہے اور بعض اوقات مینوفیکچرر نہیں ہوتی بلکہ کہیں اور سے تیار مال کا انتظام کرتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس آرڈر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ وعدہ بیع ہے یا استصناع ان دونوں میں بنیادی فرق کیا ہے؟ کیا وہ چیزیں جن میں صنعت ہوتی ہے ان کے آرڈرز کو استصناع کہیں گے اور جن میں صنعت نہ ہو اور وہ چیز بائع کی ملک میں فی الحال نہ ہو اس کے آرڈر کو وعدہ بیع کہیں گے؟ آج کل زیادہ تر کمپنیاں جو اپنے ڈیلرز، ڈسٹری بیوٹرز کے ذریعے مال فروخت کرتی ہیں، وہ مینوفیکچرر ہوتی ہیں ان کے پروڈکشن یونٹس ہوتے ہیں اور ان میں ہر سامان کی صنعت ہو رہی ہوتی ہے تو کیا ڈیلرز اور ڈسٹری بیوٹرز کی طرف سے ملنے والے تمام پرچیز آرڈرز اور فون یا بالمشافہ ملنے والے آرڈرز جن کی کمپنی میں صنعت ہو رہی ہے، استصناع کہلائیں گے؟ یا یہ کہ وہ آرڈر جس میں ڈیلر ڈسٹری بیوٹر صنعت کا تذکرہ اور صراحت کرے یعنی یوں کہے کہ فلاں سامان یا فلاں مشینری "بنا کر" یا "تیار کر کے" دے دو، اور سپلائر خود مال تیار کرتا بھی ہو۔ اسے استصناع کہا جائے گا جبکہ وہ آرڈر جس میں صنعت کا ذکر نہ ہو بلکہ مال "بھجوانے"، "پہنچانے" کا ذکر ہو اس آرڈر کو وعدہ بیع کہیں گے، اگرچہ وہ صنعت کا محتاج ہو اور سپلائر وہ مال خود تیار کرتا ہو۔ یا اس کے علاوہ کوئی اور فرق ہے؟ براہ کرم اس کی وضاحت فرما دیں کہ سپلائر کو ملنے والا کون سا آرڈر استصناع کہلائے گا اور کون سا آرڈر وعدہ بیع کہلائے گا؟

مستفتی: عبدالرحمن
03229521090

…:۔ جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں۔

دار الافتاء
۲۵/۱۹۲۸

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

عقدِ استصناع کیلئے لفظِ صنعت یا اس کے ہم معنی الفاظ کا ہونا ضروری ہے یعنی اگر ڈیلر آرڈر میں کمپنی (صانع) کو کسی چیز کے بنانے کا کہے (مثلاً اتنی کرسیاں بنا کر دیدو یا تیار کر کے دیدو وغیرہ) نیز آرڈر میں مذکورہ چیز کی جنس، نوع، مقدار اور دیگر مطلوبہ صفات کی بھی صراحت ہو تو یہ عقدِ استصناع ہوگا۔

لیکن اگر ڈیلر آرڈر میں کمپنی کو صرف یہ کہے کہ مجھے فلاں چیز اتنی مقدار میں پہنچادو یا بھجوادو یا مجھے فلاں چیز چاہئے وغیرہ اور اس میں صنعت یا اس کے ہم معنی الفاظ (تیار کرنا، بنانا وغیرہ) کی صراحت نہ ہو تو یہ عقدِ استصناع نہیں ہوگا (اگرچہ کمپنی وہ چیز بذاتِ خود بناتی ہو) (ماخذہ تبویب: ۹/۱۴۹۶ بتصرف)، بلکہ اُس کی حیثیت وعدۂ بیع کی ہوگی اور جب چیز خریدار کے قبضہ میں آجائے اور فریقین قیمت اور مبیع پر راضی ہو جائیں تو تعاطی سے بیع منعقد ہو جائے گی۔

لمافي شرح المجلة للأتاسي: (1/400)

الاستصناع نوع من أنواع البيع، وقد اختلفت عباراتهم عن هذا النوع، قال بعضهم هو عقد على مبيع في الذمة، وقال بعضهم **هو عقد على مبيع في الذمة شرط فيه العمل........والصحيح هو القول الأخير، لأن الاستصناع طلب الصنع فمالم يشترط فيه العمل لايكون استصناعا، فكان مأخذ الاسم دليلا عليه** ولأن العقد على مبيع في الذمة يسمى سلما وهذا يسمى استصناعا، واختلاف الأسامي دليل اختلاف المعاني في الأصل الخ

وفى فقه البيوع على المذاهب الأربعة (1/593)

ويجب لصحة الاستصناع أن تتوافر فيه شروط نذكرها ومايتعلق بها فيمايلي:

الشرط الأول: **أن يكون المعقود عليه مما يحتاج الي صنعة، فلايمكن الاستصناع فيمالاصنعة فيه**، مثل الحنطة أوالشعيرأوالمنتجات الزراعية الأخرى.

والشرط الثاني: **أن يحدّد المعقود عليه بمواصفات منضبطة، فلايجوز أن يكون محلّ الاستصناع شيئاً معيّناً بذاته، مثل سيارة معيّنة** الخ

وفى حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (5 / 223)

[مطلب في الاستصناع] (قوله هو لغة طلب الصنعة) أي أن يطلب من الصانع العمل ففي القاموس: الصناعة: ككتابة حرفة الصانع وعمله الصنعة اهـ فالصنعة عمل الصانع في صناعته أي حرفته، **وأما شرعا: فهو طلب العمل منه في شيء خاص على وجه مخصوص يعلم مما يأتي، وفي البدائع من شروطه: بيان جنس المصنوع، ونوعه وقدره وصفته** الخ

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

وفی درر الحكام في شرح مجلة الأحكام - (1 / 424)

| (المادة 390) **يلزم في الاستصناع وصف المصنوع وتعريفه على الوجه الموافق المطلوب**| أي يلزم في الاستصناع وصف المصنوع وصفا يمنع حدوث أي نزاع لجهالة شيء من أوصافه وتعريفه تعريفا يتضح به جنسه ونوعه على الوجه المطلوب وبما كان المصنوع بيعا بموجب المادة (200) ؛ كان من اللازم العلم به تماما.

وفی بحوث فی قضایافقهیة معاصرة:(113/2)

وحلاصةُ ماوصلناالیه في اتفاقيات التوريد مايلي:

1- ان كان محل التوريد شيئ يقتضي صناعةً،فان عقد التوريد يخرج على أساس الاستصناع،ويكون عقداًباتاً،تجري عليه أحكام الاستصناع.

2- وان كان محل التوريد شيئ لايقتضي صناعةً،فانه لايكون عقداًباتاً،وانمايكون مواعدةً لانجاز العقد في تاريخ لاحق،ثم يتمّ العقدُ في حينه بايجاب وقبول.

3- يجوز أن تجعل هذه المواعدةُ ملزمة للطرفين للحاجة العامّة.

وفی فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي - (16 / 23)

(قوله وإن استصنع شيئا من ذلك بغير أجل جاز استحسانا) الاستصناع طلب الصنعة وهو أن يقول لصانع خف أو مكعب أو أواني الصفر اصنع لي خفا طوله كذا وسعته كذا أو دستا : أي برمة تسع كذا وزنها كذا على هيئة كذا بكذا ويعطي الثمن المسمى أو لا يعطي شيئا فيعقد الآخر معه جاز استحسانا تبعا للعين.

وفی الدر المختار - (4 / 513)

(وأما الفعل فالتعاطي) وهو التناول قاموس. (في خسيس ونفيس) خلافا للكرخي (ولو التعاطي (من أحد الجانبين على الأصح) فتح وبه يفتى قيض.......واللہ اعلم بالصواب

محمد زبیر سورتی عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۲/صفر/۱۴۳۸ھ

۱۲/نومبر/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دار الافتاء